صحیح مسلک

باجازت

حضرت پیر سیّد شاہ عبدالحق گیلانی مدظلہ العالی

سجادہ نشین گولڑہ شریف

تالیف

شیخ الحدیث و مفتی علامہ مشتاق احمد چشتی

Scanned by CamScanner

عنوان

بیعت قرآن کی نظر میں

بیعت کا ایک اہم مقصد

استعانت

مسئلہ توسل

زیارت قبور

ایصال ثواب

سماع موتیٰ

حضور اعلیٰ حضرت پیر مہر علی شاہ صاحبؒ کا اجمالی عقیدہ

- رسول پاک ﷺ کی بے مثال بشریت
- رسول پاک ﷺ کا حاضر ہونا
- رسول پاک ﷺ پر علم الغیب کا اطلاق
- بدعت کی تعریف و تشریح
- یزید پر لعنت کا مسئلہ
- مسئلہ سماع میں معتدل مسلک
- آل محمد ﷺ کا مصداق
- افراط و تفریط اور غلو سے بچنے کی تاکید

اختتام

Scanned by CamScanner

بیعت قرآن کی نظر میں

نَحۡمَدُهٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡکَرِیۡمِ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ اِنَّ الَّذِیۡنَ یُبَایِعُوۡنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوۡنَ اللّٰهَ یَدُاللّٰهِ فَوۡقَ اَیۡدِیۡهِمۡ فَمَنۡ نَّکَثَ فَاِنَّمَا یَنۡکُثُ عَلٰی نَفۡسِهٖ وَمَنۡ اَوۡفٰی بِمَا عٰهَدَ عَلَیۡهُ اللّٰهَ فَسَیُؤۡتِیۡهِ اَجۡرًا عَظِیۡمًا ○ (۱)

(ترجمہ) : بے شک جو لوگ آپ سے بیعت کرتے ہیں وہ اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں ان کے ہاتھوں پر اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے تو جس نے بیعت توڑی تو اس کا وبال اسی پر ہوگا اور جس نے اس عہد کو پورا کیا جو اس نے اللہ تعالیٰ سے کیا تھا تو عنقریب اللہ اسے بہت بڑا اجر عطا کرے گا۔ سورۃ الفتح کی آیات میں مومنین صحابہ کرام کی بیعت کا ذکر ہے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر ان کی بیعت کو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ پر بیعت سے تعبیر کیا گیا ہے اس بیعت کو پورا کرنے پر اجر عظیم کا وعدہ ہے اور اس کو توڑنے والے کو صاف لفظوں میں فرمادیا کہ اس کا وبال خود اس کے سر پر ہے وہ خود اس کا خمیازہ بھگتے گا سورۃ الممتحنہ میں مسلمان عورتوں کی بیعت کا ذکر ہے ارشاد ہوتا ہے " یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِذَا جَآءَکَ الۡمُؤۡمِنٰتُ یُبَایِعۡنَکَ عَلٰۤی اَنۡ لَّا یُشۡرِکۡنَ بِاللّٰهِ شَیۡـًٔا وَّلَا یَسۡرِقۡنَ وَلَا یَزۡنِیۡنَ وَلَا یَقۡتُلۡنَ اَوۡلَادَهُنَّ وَلَا یَاۡتِیۡنَ بِبُهۡتَانٍ یَّفۡتَرِیۡنَهٗ بَیۡنَ اَیۡدِیۡهِنَّ وَاَرۡجُلِهِنَّ وَلَا یَعۡصِیۡنَکَ فِیۡ مَعۡرُوۡفٍ فَبَایِعۡهُنَّ وَاسۡتَغۡفِرۡ لَهُنَّ اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ" ○ (۲)

اے نبی جب آپ کے پاس ایمان والی عورتیں حاضر ہوں آپ سے بیعت

Scanned by CamScanner

کریں اس پر کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرائیں گی اور نہ چوری کریں گی اور نہ بدکاری کریں گی اور نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی اور نہ کوئی بہتان گھڑ کر لائیں گی اپنے ہاتھ اور پاؤں کے درمیان اور دستور کے مطابق کسی کام میں آپ کی نافرمانی نہ کریں گی تو انہیں بیعت فرمالیا کریں اور ان کے لئے اللہ تعالیٰ سے استغفار فرمائیں بے شک اللہ بہت بخشنے والا بے حد رحم فرمانے والا ہے پہلے یہ مسئلہ واضح رہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے کسی عورت کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر بیعت نہیں کی زبان سے فرما دیا یا کپڑا ہاتھ میں دے دیا بحمدہ تعالیٰ آج تک ہمارے مشائخ کرام کا یہی معمول ہے کہ عورتوں کو زبان سے فرما دیتے ہیں یا کپڑا پکڑا دیتے ہیں اور بیعت فرما لیتے ہیں یہ بیعت سنت انبیاء کرام ہے۔

بیعت شیخ و مرشد کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ کے لئے بک جانے کا نام ہے اس کا اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ اپنے آپ کو شیخ کی نسبت میں فنا کر دے اور شریعت محمدیؐ کے دریا میں غوطہ لگائے جس کے بعد اس کی ہستی موہومہ مٹ جائے اور ہستی حقیقی کا ظہور ہو جو شیخ و مرشد کی نسبت سے اصل مقصود ہے تعین کے پردے چاک ہو جائیں اور رفع تعین کا بلند مقام حاصل ہو یہ سب کچھ عطائے الٰہی سے ہے مگر سنت اللہ اس طرح جاری ہے کہ شیخ کامل کے بغیر ان منازل کا حصول نہیں ہوتا ہمارے حضرت اعلیٰ عارف کامل جامع شریعت و طریقت سیدنا پیر مہر علی شاہ قدس سرہ العزیز اپنے فتاویٰ میں تحریر فرماتے ہیں "بیعت طریقت مروجہ فی زمانہ سنت ہے آنحضرت ﷺ نے تقویٰ اور اقامت اسلام پر بھی بیعت فرمائی ہے چنانچہ انصار کی مستورات سے نوحہ نہ کرنے اور فقراء مہاجرین سے اس پر کہ لوگوں سے کسی چیز کا سوال نہ کریں۔ صحیح بخاری و ابن ماجہ ملاحظہ ہو بیعت مروجہ کثرت ذکر الٰہی و زہد و تقویٰ پر بھی اس قبیلہ سے ہے۔

Scanned by CamScanner

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ اِذَا جَآءَ کَ الْمُؤْمِنَاتُ O [1]

''وَفِی الْبُخَارِیْ اِنَّہٗ اِشْتَرَطَ عَلٰی جَرِیْرٍ عِنْدَ مُبَایَعَتِہٖ وَفِیْ اِبْنِ مَاجَہ اِنَّہٗ بَایَعَ نَاساً مِّنْ فُقَرَآءِ الْمُھَاجِرِیْنَ O''[2] آیت کا ترجمہ گزر چکا ہے بخاری کی حدیث یوں ہے ''قَالَ جَرِیْرُبْنُ عَبْدِاللّٰهِ بَایَعْتُ النَّبِیَّ عَلٰی اِقَامِ الصَّلٰوۃِ وَاِیْتَاءِ الزَّکٰوۃِ وَالنُّصْحِ لِکُلِّ مُسْلِمٍ O[3] جریر بن عبداللہ نے کہا کہ میں نے رسول کریم ﷺ کی بیعت کی کہ نماز قائم کروں گا زکوۃ ادا کروں گا اور ہر مسلمان سے خیر خواہی کے ساتھ پیش آؤں گا۔ سنن ابن ماجہ کی حدیث کی تفصیل یہ ہے کہ ہم رسول پاک ﷺ کی بارگاہ میں سات، آٹھ یا نو آدمی تھے آپ نے فرمایا کہ رسول ﷺ کے ہاتھ پر بیعت نہیں کرتے تو ایک کہنے والے نے کہا کہ ہم پہلے بیعت کر چکے ہیں اب کس بات پر بیعت کریں فرمایا یہ کہ تم اللہ کی عبادت کرو گے اس کے ساتھ شریک نہ کرو گے پنجگانہ نماز کی پابندی کرو گے حکم سنو گے اور اطاعت کرو گے اور آہستہ سے فرمایا لوگوں سے کچھ نہیں مانگو گے۔ سنن ابن ماجہ ص ۲۱۱ مطبوع ملتان حضرت اعلیٰ نے آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ سے ثبوت بیعت پر استدلال فرمایا اس کے ساتھ امت کا تعامل ہے کہ ہر دور میں علماء محدثین مفسرین فقہاء مجتہدین اور سلف صالحین و عوام مسلمین نے اس سنت کو برقرار رکھا منچن آباد کے ایک مولانا صاحب نے کہا ''میری بیعت حضرت رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہے یہی حال ہر مسلمان کا ہونا چاہئے بزرگوں کے ساتھ ظاہری بیعت کی کوئی ضرورت نہیں'' حضرت اعلیٰ نے فرمایا اس

Scanned by CamScanner

طرح تو ساری امت کی اصل بیعت اور متابعت حضور سرور کائنات علیہ الصلوۃ والسلام کی ذات پاک سے درست ثابت ہوئی لیکن یہ جو تیرہ سو سال سے امت کے لاکھوں کروڑوں اولیاء علماء اور صالحین بیعت کرتے چلے آرہے ہیں کیا وہ تمام غلطی پر تھے اور تم اکیلے حق پر ہو اس مناظرہ کا اثر یہ ہوا کہ مولوی صاحب موصوف نے اسی وقت اصرار کر کے حضرتؒ کے دست حق پرست پر بیعت کی ملاحظہ ہو مہر منیر ص ۱۳۱؎۔

بیعت کا ایک اہم مقصد:

بیعت کا ایک اہم مقصد اپنے شیخ کریم سے نسبت کا حصول ہے جو لوگ نسبت کی اہمیت سمجھتے ہیں وہ بیعت کی افادیت سے انکار نہیں کر سکتے قرآن مجید میں سلف صالحین کی نسبت کے حصول پر زور دیا گیا چنانچہ ارشاد ہوا

"یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ ۝ (۱)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچے لوگوں کے ساتھ ہو جاؤ۔

سچے لوگوں کی بیعت حصول نسبت کا ذریعہ ہے دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا "یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ ۝ (۲) (ترجمہ): اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس کی بارگاہ میں وسیلہ طلب کرو"۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ شیخ کامل کا وسیلہ از حد ضروری ہے مولوی اسماعیل دہلوی صاحب نے "صراط مستقیم" میں وسیلہ کی تفسیر شیخ کامل سے کی ہے یہ نسبت ایک ایسی سچی حقیقت ہے جس کا کوئی عقل مند آدمی انکار نہیں کر سکتا بندہ کو اچھی طرح یاد ہے کہ حضرت قبلہ سیدنا پیر سید غلام محی الدینؒ نے اپنے ایک مکتوب میں بندہ کے نام لکھا ہے۔ نسبت جو اچھی ہر کام اچھا، آغاز اچھا انجام اچھا۔

حضور سیدی و مرشدی قبلہ شاہ عبدالحق صاحب فرماتے ہیں کہ گندے نالے اور نالیاں جب سمندر میں پہنچ جاتی ہیں تو ان کی تمام غلاظتیں دور ہو جاتی ہیں یہ اس نسبت کا اثر ہے جو انہیں سمندر سے حاصل ہے اور اگر کوئی نالہ سمندر کی طرف رخ نہ کرے اور وہیں نجاستوں کے ساتھ کھڑا رہے تو وہ کبھی پاک نہیں ہوگا مولانا روم رحمتہ اللہ علیہ کا ارشاد ہے۔

اے تن آلودہ بگرد حوض گرد
پاک کے گردد بغیر از حوض مرد

اے آلودہ بدن والے حوض کے اردگرد پھر حوض میں نہائے بغیر آدمی کیوں کر پاک ہو سکتا ہے اگر بیعت سے آدمی اعلیٰ مدارج حاصل نہ کر سکے صرف یہی نسبت اسے حاصل ہو جائے کہ وہ اللہ کے ولی کا مرید اور نیاز مند بنے تو یہ نسبت بھی حصول نجات کا سبب بن سکتی ہے۔ دیوبندی مسلک کے مشہور عالم مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے جمال الاولیاء میں یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ "ایک آدمی کی صرف اس لئے بخشش ہوگئی کہ اس نے منکر نکیر کے سوال کے جواب میں یہ کہا کہ میں حضور غوث پاک سرکار کا دھوبی ہوں" اسی نسبت کی بنا پر اس کی بخشش ہوگئی۔

ہمارے شہر ملتان کے پیر بھائی جناب میاں منظور حسین (مرحوم) نے اپنی وفات سے چند روز پہلے خواب میں حضور بابوجیؒ کی زیارت کی آپ سے پوچھا آخرت میں نجات کے لئے کونسا عمل سب سے زیادہ فائدہ مند ہے تو آپ نے فرمایا" اللہ والوں کی نسبت" جناب قدسی نے نسبت کی اہمیت کے بارنے میں خوب فرمایا۔

نسبت خود بہ سگت کردم و بس منفعلم
زانکہ نسبت بہ سگ کوئے تو شد بے ادبی

(ترجمہ): میں نے اپنی نسبت تیری گلی کے کتے سے کی اور اس پر شرمندہ

ہوں کیونکہ آپ کی گلی کے کتے سے نسبت کا دعویٰ کرنا بھی ایک

طرح کی بے ادبی ہے۔

یہ نسبت کی برکت ہے کہ حجر اسود کو آج تک بوسہ دیا جاتا ہے بوسہ لینے کا موقع نہ مل سکے تو ہاتھ بڑھا کر یہ سعادت حاصل کی جاتی ہے اگر ایسا بھی نہ ہو سکے تو کسی کپڑے یا چھڑی سے اشارہ کر کے اسے چوم لیا جاتا ہے یہ سب اسی نسبت کا اثر ہے جو اس پتھر کو حاصل ہے۔

"صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت فاروق اعظمؓ نے بوسہ دیا تو فرمایا اے حجر اسود میں جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے، نہ نفع دے سکتا ہے نہ ضرر دے سکتا ہے لیکن میں نے حضرت رسول اکرم ﷺ کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے دیکھا ہے اس لئے بوسہ دے رہا ہوں۔" (۱)

تمام علمائے کرام بیان کرتے ہیں کہ حضور رسول اکرم ﷺ شب معراج بمع نعلین عرش پر تشریف لے گئے اب غور کی بات ہے عرش کا مقام بہت بلند ہے آپ ﷺ کا جوتا مبارک طائف کے کسی اونٹ کے چمڑے سے بنایا گیا اسے حضور رسول پاک ﷺ کے پاؤں مبارک سے نسبت ہوئی تو وہ اس قابل ہو گیا کہ عرش الٰہی پر پہن کر سرکار مدینہ تشریف لے جائیں نسبت کی بنا پر محبوب کے شہر کے در و دیوار محبوب دکھائی دیتے ہیں وہاں بسنے والے کتے قابل احترام دکھائی دیتے ہیں۔

ہمارے حضور اعلیٰ قبلہ پیر مہر علی شاہ گولڑوی قدس سرہ العزیز اپنی ایک پنجابی نظم

- میں فرماتے ہیں کہ!

Scanned by CamScanner

میں ہوواں سگ مدینے دی گلی دا
ایہو رتبہ ہے ہر کامل ولی دا

حضور اعلیٰؒ کے پوتے حضور قبلہ لالہ جی صاحب قدس سرہ العزیز اپنی ایک نعت میں فرماتے ہیں۔

سگ کوئے طیبہ سے ہو جائے نسبت
ہے مشتاق مدت سے حسرت تمہاری

یہ سب حضرات نسبت کی عظمت واہمیت کو مانتے تھے اب ہمارے لئے بھی ضروری ہے کہ کوئی اور راستہ نہ نکالیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے ان مقبول بندوں کے صراط مستقیم پر چلیں۔ جولوگ یہ سمجھتے ہیں کہ کتابوں کا مطالعہ کر کے نسبت کے فوائد حاصل کئے جاسکتے ہیں ان کے جواب میں حضرت اعلیٰ سیدنا پیر مہر علی شاہ قدس سرہ فرماتے ہیں ''بیعت کا فائدہ کتاب دیکھنے سے حاصل نہیں ہوسکتا اس کی وجہ فتوی نمبر ۲۱ میں موجود ہے جواب نمبر ۲ میں آپ فرماتے ہیں۔ بیعت طریقت سے غرض حصول سکینہ باطمینان قلب واخلاص وشوق وترک ماسوی اللہ ہے سنت اللہ اس پر جاری ہے کہ علماء کی صحبت کے بغیر علم خیاط کی مجلس کے بغیر خیاطت اور آہنگر کی صحبت کے سوا آہن گری حاصل نہیں ہوتی۔'' حضرت اعلیٰؒ کے ارشاد سے بخوبی واضح ہوتا ہے کہ مطالعہ کتب سے بیعت کا مقصد حل نہیں ہوتا جس طرح علماء کی صحبت کے بغیر عالم نہیں بن سکتا لوہار کی صحبت کے سوا فن آہنگری حاصل نہیں ہوتا اسی طرح شیخ کامل کی صحبت کے بغیر شیخ کامل نہیں بن سکتا''۔ مولانا رومؒ کا ارشاد ہے۔

ہیچ آہن خود بخود تیغے نہ شد
ہیچ شخصے خود بخود شیخے نہ شد

Scanned by CamScanner

کوئی لوہا خود بخود تلوار نہیں بن سکتا۔ کوئی شخص اپنے طور پر شیخ نہیں بن سکتا لوہا چاہے اعلیٰ فولادی صلاحیت رکھتا ہو مگر شمشیر گر کے ہاتھ میں گئے بغیر خود بخود تلوار نہیں بن سکتا اسی طرح کوئی شخص اپنے طور پر بڑا علم اور استعداد رکھتا ہو شیخ کی صحبت کے بغیر شیخ نہیں بن سکتا۔

ہمارے حضرت اعلیٰ سیدنا پیر مہر علی شاہ قدس سرہٗ العزیز کے بارے میں اپنے پرائے سب جانتے ہیں کہ مادرزاد ولی کامل تھے اعلیٰ خاندانی اوصاف کے مالک تھے مگر پھر بھی بیعت کے لئے حضور خواجہ شمس الدین سیالوی کی خدمت میں تشریف لے گئے اور ان کی بیعت اور صحبت کی برکت سے فیضیاب ہوئے پھر آسمان ولایت پر مہر منیر بن کر چمکے اور انشاء اللہ ہمیشہ چمکتے رہیں گے اسی طرح تمام مشائخ چشت اور قادریہ نقشبندیہ اور سہروردیہ کا اجماع ہے کہ اپنی صلاحیت کے باوجود شیخ کامل کی بیعت اور صحبت ضروری ہے۔ حضور سرکار مدینہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ میری امت گمراہی پر متفق نہیں ہوگی امت کا اجماع ہدایت اور خیر پر ہوگا ضرورت شیخ اور بیعت پر سلف صالحین کا اجماع اسی قبیل سے ہے۔

حضرت مولانا رومؒ جو علم ظاہر اور علم باطن کے بحر ذخار تھے مگر حضرت شمس تبریزیؒ سے استفادہ فرمایا اور انکے رنگ صحبت میں اپنے علم ظاہر کی شان کو گم کر دیا۔ حضرت مولانا جامیؒ، حضرت شیخ سعدی شیرازیؒ، حضرت شیخ الاسلام بہاؤالدین زکریا سہروردیؒ، حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ ان سب حضرات نے اپنے علم کامل اور روحانی صلاحیتوں کے باوجود اپنے اپنے سلسلہ کے مشائخ کرام سے بیعت کی اور ان کی اجازت کے بعد مسند ارشاد پر بیٹھے۔ مسند ارشاد پر بیٹھنے کے لئے بھی شیخ کامل کی اجازت ضروری ہے کوئی شخص از خود مسند ارشاد

Scanned by CamScanner

پر متمکن نہیں ہو سکتا یہی وجہ ہے کہ تمام مشائخ کرام اپنے اپنے مشائخ کرام کی اجازت کے بعد مسند پر بیٹھے۔ کسی نے از خود یہ جرات نہیں کی حضرت قبلہ بابو جیؒ کا واقعہ تو تمام متوسلین جانتے ہیں کہ حضرت اعلیٰؒ کی اجازت اور تلقین کے باوجود یہی عرض کیا کہ میں اس قابل نہیں۔ جب حضرت اعلیٰؒ نے اصرار فرمایا تو عرض کیا اگر آپ ذمہ داری لیں تو میں یہ حکم بجالاؤں گا حضرت اعلیٰؒ نے جب ذمہ داری کا وعدہ کیا تو پھر حکم بجالانے پر آمادہ ہوئے۔ یہی حال حضرت قبلہ لالہ جی قدس سرہ العزیز اور حضرت قبلہ شاہ عبدالحق صاحب دامت برکاتہم کا ہے کہ حضرت قبلہ بابو جی علیہ الرحمۃ کے ارشاد پر اس فریضہ ارشاد کے بجالانے پر آمادہ ہوئے۔

غرض یہ کہ بیعت مسنون ہے البتہ اہل کے ہاتھ پر ہونی چاہئے اس کی تشریح کرتے ہوئے حضرت اعلیٰؒ فرماتے ہیں ''بیعت کرنے کے قابل وہ شخص ہوتا ہے جو ضروری علم دین کے علاوہ اوصاف ذیل رکھتا ہو متقی، کبائر سے مجتنب، صغائر پر غیر مصر زاہد، عابد، اشغال واذکار پر مداومت کرنے والا آمر بالمعروف وناہی عن المنکر ذوفہم، مستقل الرائے شیخ کی صحبت سے فیض یافتہ دیگر اوصاف کے علاوہ شیخ کی صحبت سے فیضیافتہ ہونے کی شرط لگائی تا کہ فیض صحبت سے اس کا اپنا دل روشن ہو تو وہ دوسروں کو باطن کی روشنی عطا کرے گا موجودہ دور میں قحط الرجال ہے ان اوصاف کے ساتھ موصوف مشائخ نہیں ملتے اور اگر وہ مل جائیں تو مرید کی نیت میں اللہ رسولؐ کی طلب کا جذبہ مفقود ہوتا ہے اور وہ شیخ کے ارشادات وتعلیمات پر عمل پیرا نہیں ہوتا اس لئے بیعت سے مطلوبہ نتائج حاصل نہیں ہوتے ورنہ اس میں کوئی شک نہیں کہ بیعت امر مسنون ہے موجب صد برکات ہے کتاب وسنت کی روشنی میں اور امت کے تعامل سے اس کی حقانیت روز روشن کی طرح واضح ہے موجودہ دور میں اگر اس کے مطلوبہ

Scanned by CamScanner

نتائج حاصل نہ ہوں تو کم از کم اللہ والوں کے ساتھ ٹوٹی پھوٹی نسبت حاصل ہو جائے یہ بھی جنس گراں مایہ ہے اس کی برکت سے عقیدہ محفوظ ہو جاتا ہے اور حسن خاتمہ علی الایمان کی دولت نصیب ہوتی ہے یہ اتنا بڑا فائدہ ہے کہ اسے حاصل کرنے کے لئے عمر بھر بھی شیخ سے نسبت محبت قائم رکھے۔ ہمارے پیر بھائیوں میں ایسے واقعات سینکڑوں کی تعداد میں محفوظ ہیں کہ وفات سے پہلے، حضور اعلیٰ رضی اللہ عنہ تشریف لائے یا حضرت قبلہ بابو جی" تشریف لائے اور میت ان کی زیارت کر کے ایمان کے ساتھ اس دنیا سے رخصت ہوا۔ میں چھوٹی عمر میں تھا میرے والد حافظ غلام محمد مرحوم فوت ہونے لگے تو انہوں نے بڑی تاکید کے ساتھ گھر والوں سے فرمایا کہ رستے سے چیزیں ہٹا دو میرے حضرت اعلیٰ کی موٹر آ رہی ہے حضرت تشریف لا رہے ہیں مہر منیر میں مولانا رحمت اللہ مہاجر مکی کا واقعہ ہے کہ وفات سے پہلے فرمانے لگے کہ مجھے گولڑہ لے چلو پیر مہر علی شاہ کا سبز رومال میری آنکھوں کے سامنے لہرا رہا ہے۔

حالانکہ مولانا موصوف باقاعدہ مرید نہیں ہوئے تھے حضرت اعلیٰؒ نے ان کی پیرانہ سالی کے پیش نظر بیعت سے معذرت فرمائی البتہ کچھ وظائف ارشاد فرمائے تھے چند سال ہوئے حاجی غلام قادر صاحب لال کُرتی والے فوت ہونے لگے تو ایک بار اٹھنے کی کوشش کی اور کہا حضرت بابو جی مجھے لینے کے لئے آ گئے ہیں اس کے فوراً بعد وصال ہو گیا۔

به چه ناز رفته باشد ز جهاں نیاز مندے

که بوقت جاں سپردن به سرش رسیده باشی

ترجمہ: وہ نیاز مند جہاں سے کس قدر ناز کے ساتھ گیا ہوگا کہ آپ اس کی موت کے وقت اس کے سر پر پہنچے ہوں گے۔

Scanned by CamScanner

غرض یہ کہ اہل اللہ کی بیعت اور نسبت ہر حال میں مفید ہے البتہ ان لوگوں سے بچنا ضروری ہے جو پیری مریدی کی آڑ میں دکانداری کرتے ہیں وہ خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور مرید کو بھی گمراہ کرتے ہیں مولانا رومؒ نے ایسے ہی بناوٹی پیروں کے بارے میں فرمایا۔

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست
پس بہر دستے بناید داد دست

کار شیطان مے کند نامش ولی
گر ولی این است لعنت بر ولی

(ترجمہ): بہت سے شیاطین آدمیوں کے چہرے میں پھرتے ہیں اس لئے ہر ہاتھ میں ہاتھ نہیں دینا چاہئے یہ لوگ شیطانی کام کرتے ہیں اور نام اپنا ولی رکھتے ہیں ایسے جھوٹے اور مکار ولیوں پر خدا کی لعنت ہو۔

بیعت ہونے کے لئے صدق نیت ضروری ہے صدق نیت کا پھل ضرور ملتا ہے حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مشہور حدیث ہے۔ ''اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ وَلِکُلِّ امْرِءٍ مَّانَوٰی O [1] ترجمہ: اعمال کا دارومدار نیت پر ہے اور ہر شخص کے لئے وہی کچھ ہے جس کی وہ نیت کرے۔'' جب مرشد کی نیت مرید کے لئے اصلاح کی ہو اور مرید بھی نیک نیتی کے ساتھ بیعت ہو تو ضرور ثمرۂ مراد ملتا ہے ورنہ کم از کم آدمی شیخ کے سلسلہ میں داخل ہو جاتا ہے اور کچھ نہ کچھ فیض اور برکتیں ضرور پہنچتی ہیں اندازہ کیجئے کئی سو سال سے پیری مریدی کا سلسلہ جاری ہے اور ہر دور میں اللہ والے تھوڑے یا بہت ضرور رہے ہیں ان کی برکات سے خلق خدا نے فیض اٹھایا۔ تمام

Scanned by CamScanner

اولیاء کاملین نے بیعت کا سلسلہ برقرار رکھا حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی رضی اللہ عنہ، حضرت شیخ الاسلام بابا فرید الدین گنج شکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے یہ شعر پڑھا:

اے آتش فراقت دلہا کباب کردہ
سیلاب اشتیاقت جانہا خراب کردہ

(ترجمہ)

تیرے فراق کی آگ نے دلوں کو کباب کر دیا
تیرے شوق کے سیلاب نے جانوں کو ویران کیا ہے

اس کے بعد تھوڑے عرصے میں فیوضات و برکات سے مالا مال فرما دیا اور فرمایا اس روحانی امانت کے لئے عقل۔ عشق اور علم کی ضرورت ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کو تینوں نعمتیں عطا فرمائی ہیں اس لئے آپ روحانی امانت کے اہل ہیں حضرت محبوب الٰہی کمالات کے باوجود بابا فرید الدین گنج شکر کی بارگاہ میں رجوع کر رہے ہیں حضرت بابا فرید الدین رحمتہ اللہ علیہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کی خدمت میں بیعت و استفادہ کے لئے حاضر ہو رہے ہیں اور حضرت خواجہ قطب صاحب روحانی کمالات کے لئے خواجہ معین الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ کے آستانہ پر حاضری دے رہے ہیں۔ حضور خواجہ غریب نواز آفتاب چشت ہونے کے باوجود حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمتہ اللہ علیہ سے بیعت ہو رہے ہیں اسی طرح یہ سلسلہ بارگاہ رسالت مآب ﷺ تک پہنچتا ہے لہٰذا بیعت کی اہمیت اور شرعی حیثیت سے کوئی منصف مزاج انکار نہ کرے گا۔

Scanned by CamScanner

استعانت:

یہاں پر استعانت کا مسئلہ بھی بیان کرنا ضروری ہے کیونکہ یہ بھی معمولات اہلسنت سے ہے۔ استعانت کے معنی مدد مانگنے کے ہیں جو لوگ اولیاء اللہ سے مدد مانگنے کے مخالف ہیں وہ سورۃ فاتحہ کی آیت ''اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ'' سے استدلال کرتے ہیں۔ حضرت قبلہ عالم سیدنا و مرشدنا پیر سید مہر علی شاہ قدس سرہ العزیز اس کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔ ''مفاد ایاک نستعین آنکہ استعانت بنھجیکہ مستعان منہ را خالق عون داند منحصر است اما در حق سبحانہ و تعالیٰ خواہ در امور دنیویہ یا اخرویہ اما استعانت بآں معنی کہ مستعان منہ را از مظاہر عون داند چنانچہ نظر بہ کارخانہ اسباب وحکمت مسبب الاسباب ہمیں را تقاضائے کند از مخلوق ممنوع نیست و نہ منافی مفاد مذکور را قال تعالیٰ وتعاونوا علی البر والتقوی پس مطلق استعانت و امداد طلب را منحصر گفتن در ذات او سبحانہ وتعالیٰ ناشی است از فرط جہالت''۔ (۱)

(ترجمہ) ''اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ'' کا معنی اور مدلول عرف یہ ہے کہ مدد طلب کرنا اس طرح کہ مستعان منہ کو خالق عون اور مدد یقین کرے یہ جناب باری تعالیٰ شانہ کی ذات میں منحصر ہے خواہ امور دنیاوی میں خواہ امور اخروی میں، اخروی و دنیاوی اس میں برابر ہیں اور اگر استعانت کے یہ معنی نہ لئے جائیں بلکہ معنی امر کے کہ مستعان منہ کو مظہر عون جانے اور یہ اعتقاد رکھے کہ اللہ تعالیٰ شانہ کے کارخانہ حکمت و اسباب میں یہ امر جاری ہے کہ ہر چیز کے اسباب بنائے ہیں اور ہمیں ان اسباب کے استعمال کا حکم دیا ہے۔ پس کارخانہ اسباب وحکمت پر نظر کرنا اس کا متقاضی ہے لہذا یہ طلب

Scanned by CamScanner

مدد مخلوق سے ممنوع اور نہ یہ ایاک نستعین کے معنی کے منافی ہے۔ ارشاد خداوندی ہے نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرو پس یہ کہنا کہ مطلق مدد کا طلب کرنا اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختص ہے، بہت بڑی جہالت ہے۔

میدان محشر میں تمام امتوں کے عوام و خواص اکٹھے ہوں گے اور خواص انبیاء کرام سے استغاثہ کریں گے گویا تمام خواص امت اس بات پر اجماع کریں گے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اسکے مقبولان خاص کا وسیلہ اور استغاثہ جائز ہے انبیاء کرام کسی دوسرے نبی علیہ السلام کا حوالہ دیں گے چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام نفسی نفسی فرمائیں گے اور نوح علیہ السلام کی طرف بھیجیں گے، حضرت نوح علیہ السلام نفسی نفسی فرمائیں گے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف بھیجیں گے، حضرت ابراہیم علیہ السلام نفسی نفسی فرمائیں گے اور موسیٰ علیہ السلام کی طرف بھیجیں گے، حضرت موسیٰ علیہ السلام نفسی نفسی فرمائیں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف بھیجیں گے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نفسی نفسی فرمائیں گے اور حضرت محمد ﷺ کی طرف بھیجیں گے، جب تمام امتوں کے لوگ آپ کی بارگاہ میں پہنچیں گے تو آپ فرمائیں گے "انا لها انا لها" (ترجمہ): اس کام کے لئے تو صرف میری ذات مخصوص ہے) پھر حضور رحمت دو عالم ﷺ سب کی حاجت روائی اور مشکل کشائی فرمائیں گے [1]۔ اولیاء کرام سے استعانت کے بارے میں طبرانی شریف کی مشہور حدیث ہے کہ جب رستہ بھول جائے یا تمہیں کسی اور مدد کی ضرورت ہو تو یوں کہو "یَا عِبَادَ اللّٰہِ اَغِیْثُوْنِیْ یَا عِبَادَ اللّٰہِ اَغِیْثُوْنِیْ فَاِنَّ لِلّٰہِ عِبَادًا لَا تَرَوْنَهُمْ" ○ [2] (ترجمہ): اے اللہ کے بندو میری فریاد

رسی کرواے اللہ کے بندو میری مدد کرو اللہ کے ایسے بندے ہیں جنہیں تم نہیں دیکھتے وہ تمہاری مدد کرتے ہیں۔

جن آیات میں غیر اللہ کو پکارنے سے منع کیا گیا ہے وہاں دعا سے مراد ندا نہیں بلکہ عبادت ہے چنانچہ حجۃ الاسلام مجدد العصر سیدنا پیر مہر علی شاہ قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں مراد از لا تدعو و یدعو وادعو معنی خواندن و ندا نمودن نیست بلکہ بمعنی عبادت است بیضاوی معالم مدارک ہمہ تفاسیر متفق اند بریں پس عبادت غیر حق سبحانہ وتعالی حرام شرک خواہد بود نہ ندا و خواندن در آیت سوم نیز مراد از یدعون بطریق عبادت است واز اناثا اصنام کما فی التفاسیر و درایت چہارم مراد از یدعو یعبد است واز من لا یستجیب بتاں کما فی المدارک وغیرہ و در آیت پنجم نیز مراد از لا تدع لا تعبد است کما فی المعالم وغیرہ۔ علامہ سیوطی در اتقان گفتہ الدعاء "عَلٰی اَوۡجِهِ الۡعِبَادَةِ نَحۡوُ وَلَا تَدۡعُ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ مَالَا يَنۡفَعُكَ ۝"

(ترجمہ): آیت دوم میں مراد لا تدعو ویدعو ادعوہ سے معنی پکارنے اور بلانے اور ندا کرنے کے نہیں بلکہ عبادت مراد ہے۔ بحوالہ تفسیر بیضاوی تفسیر معالم التنزیل تفسیر مدارک وغیرہ تمام تفسیریں اس معنی پر متفق ہیں غیر اللہ کی عبادت حرام اور شرک ہے انکو پکارنا اور ندا کرنا حرام شرک نہیں یدعون سے بطریق عبادت بلانا مقصود ہے اور تیسری آیت "اِنۡ يَّدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِهٖۤ اِلَّاۤ اِنٰثًا" (۱) سے مراد مشرکین کے بت ہیں چوتھی آیت میں یدعو سے یعبد مراد ہے اور "لَا يَسۡتَجِيۡبُ" (۲) سے مراد بت ہیں۔

جیسا کہ تفسیر مدارک وغیرہ میں ہے پانچویں آیت میں لا تدع سے لا تعبد

مراد ہے یعنی تو عبادت نہ کر، جیسا کہ معالم التنزیل میں ہے علامہ سیوطی اپنی کتاب اتقان فی علوم القرآن میں قاعدہ کلیہ لکھتے ہیں کہ آیات قرآنی میں دعا۔ عبادت کے معنی میں استعمال ہے جیسا کہ ارشاد ہوا اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کر جو تجھے نفع نہ پہنچا سکے یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا موتی زندوں کو فائدہ پہنچا سکتے ہیں تو اس بارے میں یاد رکھنا چاہئے کہ اہل سنت کا مسلک یہ ہے کہ کامل مؤمنین موتیٰ زندوں کے لئے دعا کرتے ہیں اور شفاعت بھی کرتے ہیں۔ شیخ امام عبداللہ بن علوی الحداد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یاد رکھنا چاہئے موتیٰ زندوں کو اتنا فائدہ پہنچا سکتے ہیں کہ زندگان بھی دوسرے زندوں کو نہیں پہنچا سکتے اس کی وجہ یہ ہے کہ زندہ لوگ رزق معاشی امور اور دنیاوی مسائل میں الجھے ہوئے ہیں جبکہ صالحین موتی ان تمام قیود سے آزاد ہیں لہٰذا وہ زیادہ نفع پہنچا سکتے ہیں۔

اس پر دلیل یہ ہے کہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کی کہ حضرت سید الرسل ﷺ فرماتے ہیں تمہارے اعمال تمہارے خویش و اقارب پر پیش کیے جاتے ہیں اگر نیک عمل ہوں تو وہ خوش ہوتے ہیں اور اگر برے اعمال ہوں تو اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ ہمارے عزیزوں کو موت نہ دینا یہاں تک کہ انہیں اس طرح ہدایت دے جیسے کہ تو نے ہمیں ہدایت دی ہے۔"(1)

مسند بزار میں سند صحیح کے ساتھ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میری ظاہری زندگی بھی تمہارے لئے اچھی ہے تم مجھ سے باتیں کرتے ہو میں تم سے باتیں کرتا ہوں اور میری وفات بھی تمہارے

Scanned by CamScanner

لئے اچھی ہے۔ مجھ پر تمہارے اعمال پیش کئے جائیں گے جو عمل اچھا ہو گا اس پر میں اللہ کی حمد کروں گا اور تمہارا جو عمل برا ہو گا اس پر میں اللہ تعالیٰ سے استغفار کروں گا۔ (۱)

علماء محدثین فرماتے ہیں کہ اس سے بڑا نفع کیا ہو گا کہ ہمارے برے اعمال پر رسول پاک ﷺ استغفار کریں اور اللہ تعالیٰ سے ہمیں معافی دلائیں۔

علمائے محدثین فرماتے ہیں کہ وفات یافتہ بزرگ کے نفع پہنچانے پر سب سے قوی دلیل حدیث معراج ہے۔ موسیٰ علیہ السلام جو اس دنیا سے تشریف لے جا چکے ہیں ان کے مشورہ دینے پر پینتالیس ۴۵ نمازوں کی تخفیف ہوئی اور پچاس سے صرف پانچ باقی رہیں۔ (۲) جو حضرات وفات یافتگان کے نفع پہنچانے کے قائل نہیں انہیں چاہئے کہ پوری پچاس نمازیں ادا کریں۔

☆......☆......☆

Scanned by CamScanner

مسئلہ توسل:

اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں کو وسیلہ بنا کر اللہ تعالیٰ سے حاجت چاہنا بالاتفاق جائز ہے ان سے استعانت اور استغاثہ کرنا جائز ہے اس پر اہل سنت والجماعت کا اجماع ہے حضور قبلہ عالم گولڑوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کا اجماع سکوتی ہے کہ وسیلہ پکڑنا برحق ہے آپ نے چند صحابہ کرام کا نام لیا جو استغاثہ اور توسل کو جائز مانتے ہیں مثلاً (۱) حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ (۲) حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ (۳) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا (۴) حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ (۵) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ (۶) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ (۷)۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ (۸) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ (۹) حضرت سواد بن قارب رضی اللہ علیہ (۱۰) حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ (۱۱) حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ (۱۲) حضرت نابغہ جعدی رضی اللہ عنہ (۱۳) حضرت عقبہ بن غزوانؓ و دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجماع سکوتی کا مفاد یہ ہے کہ کوئی روایت کسی صحابی سے نہیں جس کا مدلول یہ ہو کہ انبیاء و اولیاء کو ندا نا جائز ہے اور ان کو اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں وسیلہ بنانا ایک سبب من الاسباب جاننا ناجائز ہے اس کے علاوہ ائمہ سلف اور جید علماء کے ۹۲ نام پیش کیے جو وسیلے کے قائل ہیں اور اس پر انکی تصانیف اور فتاویٰ دلیل ہیں۔[1]

وسیلے کے جواز پر صحیح بخاری کی حدیث ہے کہ ''حضرت امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قحط کے زمانے میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب کو وسیلہ بنا کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کرتے کہ پہلے ہم نبی کریم ﷺ کا وسیلہ پیش

Scanned by CamScanner

کرتے تھے تو ہمیں بارش دیتا تھا اب رسول پاک ﷺ کے عم بزرگوار کا وسیلہ پیش کرتے ہیں ہمیں بارش عطا فرما چنانچہ انہیں بارش دی جاتی۔"(۱) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسی توسل پر مخالفین کہتے ہیں کہ چونکہ حضور پاک ﷺ کا وصال ہو گیا تھا اس لئے وہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا توسل پیش کرتے تھے مگر یہ انتہائی جہالت ہے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا وسیلہ اس لئے پیش کیا کہ وہ رسول پاک ﷺ کے بزرگ چچا ہیں یہ دراصل اس نسبت سے وسیلہ تھا جو حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو رسول پاک ﷺ سے حاصل تھی اس لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا "نتوسل الیک بعم نبینا" ہم اپنے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چچا کا وسیلہ پیش کرتے ہیں یہ الفاظ صاف دلالت کر رہے ہیں کہ نبی پاک ﷺ کی قرابت وسیلہ ہے باقی صحابہ کرام نے حضور پاک ﷺ کی وفات کے بعد آپ سے توسل کیا ہے چنانچہ بیہقی اور ابن ابی شیبہ نے سند صحیح کے ساتھ روایت کیا کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں قحط پڑا حضرت بلال بن حارث رضی اللہ عنہ نے رسول پاک ﷺ کے مزار اقدس پر حاضر ہو کر عرض کیا "اِسْتَسْقِ لِاُمَّتِکَ فَاِنَّھُمْ ھَلَکُوْا" آپ ﷺ اپنی امت کے لئے بارش طلب فرمائیں وہ ہلاک ہونے والے ہیں۔ رسول پاک ﷺ ان کے خواب میں تشریف لائے اور فرمایا "اِیْتِ عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ وَاقْرَئْہُ السَّلَامَ وَاَخْبِرْہُ اِنَّھُمْ یُسْقَوْنَ ○"(۲)

تم حضرت بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ میرا اسلام کہو اور انہیں خبر دو کہ ضرور بارش ہو گی۔ چنانچہ حضرت عمرؓ آپ کا سلام و پیغام سن کر رو پڑے زور کی بارش

Scanned by CamScanner

ہوئی اور قحط ختم ہو گیا۔ یہاں صحابی رسول حضرت بلال بن حارث کے فعل سے استدلال ہے اس پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور کسی صحابی نے انکار نہ کیا بلکہ عملاً تسلیم کیا لہٰذا ثابت ہوا کہ وصال کے بعد بھی آنحضرت ﷺ سے توسل صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کا معمول تھا۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں ایک زمانہ میں اہل مدینہ سخت قحط زدہ ہوئے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے شکایت کی آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کے پاس چلو اور اس میں ایک کھڑکی آسمان کی طرف کھولو تا کہ قبر اور آسمان کے درمیان کوئی پردہ نہ رہے ان لوگوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حکم سے ایسا کیا بہت بارش ہوئی۔ [1] یہ بھی وصال کے بعد حضور پاک ﷺ سے توسل کی روشن دلیل ہے۔ رسول پاک ﷺ نے تعلیم امت کے لئے اپنی ذات اور پہلے انبیاء کرام کے وسیلے اور انکے حق کا حوالہ دیا ہے چنانچہ ابن حبان، حاکم اور طبرانی کی صحیح حدیث ہے کہ جب رسول پاک ﷺ کی چچی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی والدہ بی بی فاطمہ بنت اسد ہاشمیہ فوت ہوئیں تو رسول پاک ﷺ نے دعا فرمائی "اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِاُمِّیْ فَاطِمَۃَ بِنْتِ اَسَدٍ وَّ وَسِّعْ عَلَیْھَا مَدْ خَلَھَا بِحَقِّ نَبِیِّکَ وَالْاَنْبِیَآءِ مِنْ قَبْلِیْ o" [2] (ترجمہ) اے اللہ میری ماں فاطمہ بنت اسد کو بخش دے اس کی قبر کو فراخ کر دے ساتھ اپنے نبی کے حق کے اور پہلے انبیاء کے حق کے، اس میں حضور پاک ﷺ نے اپنے حق کے ساتھ پہلے انبیاء کرام کے حق کو بھی وسیلہ

Scanned by CamScanner

ٹھہرایا جو وفات یافتہ ہیں معلوم ہوا وفات یافتہ بزرگوں کا توسل بھی صحیح اور جائز ہے۔

(نوٹ):۔ انبیاء کرام کا وفات یافتہ ہونا اس معنی سے ہے کہ وہ اس دنیا سے تشریف لے جا چکے ہیں ورنہ اہل سنت والجماعت کا اجماع ہے کہ انبیاء کرام قبور میں زندہ ہیں چنانچہ بیہقی اور ابو یعلی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اَلْاَنْبِیَاءُ اَحْیَاءٌ'' فِیْ قُبُوْرِهِمْ یُصَلُّوْنَ'' ○ [1] ترجمہ: انبیاء کرام اپنی قبور میں زندہ ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں۔

☆......☆......☆

زیارت قبور:

زیارت قبور امر مستحب ہے انبیاء وصالحین کی زیارت کرنا یا اپنے اہل قرابت کی زیارت کرنا صحیح اور مستحب ہے شروع اسلام میں زیارت قبور سے روکا گیا کیونکہ اہل قبور مشرکین اور کفار تھے بعد میں اجازت دی گئی چنانچہ صحیح مسلم میں ہے۔

"كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْهَا"[1]

(ترجمہ): میں نے تمہیں زیارۃ قبور سے منع کیا تھا اب قبروں کی زیارت کرو۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ جنت البقیع میں تشریف لے جاتے اور ارشاد فرماتے "اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِيْنَ وَاَتَاكُمْ مَا تُوْعَدُوْنَ وَغَدًا مُؤَجَّلُوْنَ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاَهْلِ الْبَقِيْعِ الْغَرْقَدْ ۝[2]

ترجمہ: اے مومنوں کی قوم تم پر سلام ہو تمہارا وعدہ پورا ہو گیا اور تمہیں کل کی مہلت ملی ہے ہم انشاء اللہ تم سے ملنے والے ہیں اور انشاء اللہ تم سے لاحق ہونے والے ہیں۔"

علماء کرام فرماتے ہیں زیارت قبور مردوں کے لے مسنون ہے عورتوں کے بارے میں تفصیل ہے اگر وہ جزع فزع کریں یا مردوں سے اختلاط کریں تو منع ہے ورنہ جائز ہے ایک حدیث میں آیا ہے "لَعَنَ اللّٰهُ زَوَّارَاتِ الْقُبُوْرِ" ان عورتوں پر لعنت ہے جو کثرت سے قبور کی زیارت کرتی ہیں۔ علماء اہلسنت فرماتے ہیں کہ یہ حدیث محمول ہے اس صورت پر جبکہ کثرت سے جائیں نوحہ فریاد کریں اگر نوحہ فریاد نہ کریں اور مردوں سے اختلاط نہ کریں تو جائز ہے۔ صحیح بخاری کی حدیث ہے کہ "رسول اکرم

Scanned by CamScanner

ایصال ثواب:

جمہور علماء اسلام متفق ہیں کہ مرنے والے کو صدقے اور بدنی مالی عبادت کا ثواب پہنچتا ہے" امام مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک آدمی نے رسول پاک ﷺ سے عرض کیا کہ میرا باپ فوت ہو گیا ہے کیا اسے نفع پہنچے گا اگر میں اسکی طرف سے صدقہ کروں آپ ﷺ نے فرمایا ہاں پہنچے گا۔"[1]

(۲)۔ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ رئیس خزرج نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میری ماں اچانک فوت ہو گئی اگر کچھ عرصہ زندہ رہتی تو صدقہ کر جاتی اب اگر میں صدقہ کروں تو اسے ثواب پہنچے گا آپ نے فرمایا یقیناً پہنچے گا۔ حضرت رسول اکرم ﷺ سے سوال کیا کونسا صدقہ زیادہ نفع رساں رہے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا پانی کا صدقہ اس نے کنواں کھدوایا اور اس کا نام رکھا" بئرِ لِاُمِّ سَعْد۔ (سعد کی ماں کا کنواں)[2]

غرض یہ کہ ایصال ثواب برحق ہے اور اس سے موتی کو ثواب پہنچتا ہے۔ حضور اعلیٰ سیدنا پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ فتاویٰ مہریہ میں ایک سائل کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں محتاج کو طعام و پوشاک دینے کا ثواب اور کلام اللہ پڑھنے کا ثواب میت کو پہنچ سکتا ہے ایسا ہی درود وغیرہ کلام الٰہی و فعل خیرات کا ثواب پہنچ سکتا ہے سائل نے سوال کیا اگر پس ماندہ کا خیال ہو کہ قبر پر جا کر اسی کو بخشے تو کس طرح بیٹھے اور کس کلام مبارک کا ختم شریف کر کے اس کی روح کو ایصال ثواب کرے گا کس تعداد تک آیا اس کے واسطے کوئی خاص مقدار ہے یا جس دن چاہے حضور اعلیٰ گولڑوی رحمۃ اللہ پھر جواباً فرماتے ہیں۔

Scanned by CamScanner

میت کے منہ اور سینہ کے مقابل پشت بہ قبلہ ہو کر الحمد شریف مع ''الم ذالک الکتاب لا ریب فیه ...... مفلحون'' تک ایک دفعہ اور ''قل هو الله احد'' آخر تک گیارہ مرتبہ پڑھے اور ثواب میت کو بخشے یا جو کچھ کلام اللہ یا کلمہ شریف یا درود شریف پڑھنا ہو سب کا ثواب بخش دے۔[1]

☆......☆......☆

Scanned by CamScanner

سماع موتی : (مردوں کا سننا)

حضرت قبلہ عالم سیدنا پیر مہر علی شاہ قدس سرہ العزیز سے سوال کیا گیا کہ قبروں میں مُردوں کو سلام سنائی دیتا ہے یا نہیں؟ اگر کوئی شخص ان کو السلام علیکم کہے یا کچھ پڑھ کر ثواب بخشے کیا وہ کچھ سن سکتے ہیں یا نہیں؟

حضرت اعلیٰؒ اس کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں۔ صورت مسئولہ میں سماع موتی و تعارف آں بہ خویش و اقارب (ترجمہ: مردوں کا سننا اور خویش و اقارب کا پہچاننا) کا ثبوت احادیث صحیحہ سے پایا جاتا ہے مثلاً زائر القبور جس وقت السلام علیکم یا اہل القبور کہتا ہے تو مردہ سنتا ہے اور اس کا جواب دیتا ہے اور اپنے خویش و اقارب کو پہچان لیتا ہے باقی رہا یہ امر کہ مردہ بذاتہ یعنی بلاواسطہ سنتا ہے یا بالواسطہ اس کو یہ خبر پہنچتی ہے اس پر حدیث مبارک ساکت ہے، حقیقت حال کی آگہی علام الغیوب دانائے راز کو ہے۔ ہمارے لئے نفس سماع موتی کا ثبوت ہونا چاہیے وبس چنانچہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ہے۔

قَالَ السُّیُوْطِیُ وَاَخْرَجَ الْعُقَیْلِیُ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ اَبُوْ رَزِیْنَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ طَرِیْقِیْ عَلَی الْمَوْتٰی فَهَلْ مِنْ كَلَامٍ اَتَكَلَّمُ بِهٖ اِذَا مَرَرْتُ عَلَیْهِمْ قَالَ قُلْ اَلسَّلَامُ عَلَیْكُمْ یَا اَهْلَ الْقُبُوْرِ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُؤْمِنِیْنَ اَنْتُمْ لَنَا سَلَفٌ" وَ نَحْنُ لَكُمْ تَبَعٌ" وَ اِنَّا اِنْشَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ قَالَ اَبُوْرَزِیْنَ اَیَسْمَعُوْنَ قَالَ یَسْمَعُوْنَ وَلٰكِنْ" لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ اَنْ یُّجِیْبُوْا ۝

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا مِنْ اَحَدٍ یَمُرُّ بِقَبْرِ اَخِیْهِ الْمُؤْمِنِ كَانَ یَعْرِفُهٗ فِی الدُّنْیَا اِلَّا عَرَفَهٗ وَرَدَّ عَلَیْهِ

Scanned by CamScanner

السَّلَامَ صَحَّحَهُ عَبْدُالْحَقِّ (۱) وَ اَخْرَجَ اِبْنُ اَبِیْ الدُّنْیَا وَالْبِیْهَقِیُّ فِیْ الشُّعَبِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اِذَا مَرَّ الرَّجُلُ بِقَبْرٍ یَعْرِفُهٗ فَسَلَّمَ عَلَیْهِ رَدَّ عَلَیْهِ السَّلَامَ وَعَرَفَهٗ وَاِذَا مَرَّ بِقَبْرٍ لَا یَعْرِفُهٗ فَسَلَّمَ عَلَیْهِ رَدَّ عَلَیْهِ السَّلَامَ وَلَمْ یَعْرِفْهُ۝ (۲)

(ترجمہ):۔ امام سیوطی علیہ الرحمۃ نے کہا اور عقیلی نے روایت کیا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ ابورزین صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میرا راستہ قبرستان سے گزرتا ہے جب میں وہاں سے گذروں کیا سلام کہوں۔ فرمایا تم کہو اے قبرستان والوں تم پر سلام ہو تم ہمارے پیش رو ہو اور ہم بعد میں آنے والے ہیں۔ ابو رزین نے عرض کی کیا وہ سنتے ہیں فرمایا سنتے ہیں اور لیکن جواب دینے کی طاقت نہیں رکھتے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص مومن بھائی کی قبر سے گذرے اور وہ اسے دنیا میں پہچانتا ہو تو وہ اسے پہچان لیتا ہے اور سلام کا جواب دیتا ہے۔ حافظ عبدالحق نے اس کی تصحیح کی اور مشہور محدث ابن ابی الدینا اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ جب آدمی اس قبر سے گذرے جس کے مُردے کو پہچانتا ہو تو وہ اس پر سلام کرے تو وہ سلام کا جواب دیتا ہے، پہچان بھی لیتا ہے اور جب اجنبی کی قبر سے گذرے تو وہ سلام کا جواب دیتا ہے لیکن پہچانتا نہیں۔ (۳)

Scanned by CamScanner

حضور اعلیٰ حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب کا اجمالی عقیدہ:

''سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے جس نے ہمیں ہدایت فرمائی اور اگر وہ ہمیں ہدایت نہ فرماتا تو ہم ہدایت نہ پا سکتے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ بجز اللہ تعالیٰ کے اور کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ یکتا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں اور وہ ان صفات سے جو قرآن مجید میں منصوص ہیں۔ (۱) ویسا ہی موصوف ہے، جس طرح اس نے ارادہ فرمایا اور گواہی دیتا ہوں کہ حضور پر نور جناب محمد ﷺ اس کے بندہ خاص اور رسول ہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ جو کچھ حضور ﷺ خدا تعالیٰ کی طرف سے لائے وہ حق ہے اور خلفاء اربعہ کی خلافت ترتیب واقعہ کے مطابق حق ہے۔ (۲) پس میرا اجمالی طور پر یہ عقیدہ ہے اور اس پر اللہ تعالیٰ گواہ ہے۔ (۳)

رسول پاک ﷺ کی بے مثال بشریت:

مخدوم صدر الدین شاہ صاحب گیلانی سجادہ نشین دربار سیدی موسیٰ پاک شہید ملتانی رحمتہ اللہ علیہ کے خط کے جواب میں آپ نے تفصیل سے بشریت کی روحانی عظمت پر روشنی ڈالی آخر میں ارشاد فرمایا کہ'' جب عارف رسول ﷺ کو بشر کہتا ہے تو وہ ان تمام کمالات بشریہ اور قابل تعظیم اسماء کے ساتھ اطلاق کرتا ہے لیکن جو عارف نہیں اس کو جائز نہیں کہ صرف لفظ بشر کا اطلاق کرے بلکہ سید البشر یا افضل البشر جیسے کلمات کا استعمال کرے۔ قرآن مجید نے بھی اس فرق مراتب کی طرف توجہ دلائی ہے چنانچہ

Scanned by CamScanner

سولہویں پارے میں جہاں ارشاد ہوا "قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ "مِّثْلُکُمْ" [1] فرمادیں سوائے اس کے نہیں کہ میں تمہاری مثل بشر ہوں۔ ساتھ ہی ارشاد فرمایا" یوحیٰ الیَّ" میری طرف وحی بھیجی جاتی ہے اس میں رسول پاک ﷺ کا عام بشر سے امتیاز ہو گیا اس طرح ہم کلمہ شہادت میں عبدہ کہتے ہیں تو اس کے ساتھ "رسولہ" بھی کہتے ہیں یعنی آپ ﷺ اللہ کے خاص بندے اور رسول پاک ﷺ ہیں۔ یہاں بھی رسول پاک ﷺ کی شان امتیازی کا اظہار ہو گیا۔" [2]

قصیدہ بردہ شریف میں ہے۔

فَمَبْلَغُ الْعِلْمِ فِیْهِ اَنَّهُ بَشَرٌ

وَ اَنَّهُ خَیْرُ خَلْقِ اللّٰهِ کُلِّهِمِ

(ترجمہ): ہمارے علم کی انتہا یہ ہے کہ رسول پاک ﷺ بشر ہیں اور اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق سے افضل ہیں۔

رسول پاک ﷺ کا حاضر ناظر ہونا:

حضور اعلیٰ رضی اللہ عنہ فتاویٰ مہریہ ص ۵ میں ارشاد فرماتے ہیں۔" رہا آنحضرت ﷺ کا بجسدہ العنصری ہر مکان و زمان میں حاضر و ناظر ہونا تو یہ "اَمر" مُختلِف" فِیْهِ فَقَائِلٌ" وَ مُنْکِر" وَ لِکُلٍّ وِجْهَةٌ" ٥ (پس کچھ لوگ قائل ہیں اور کچھ لوگ منکر ہیں اور ہر ایک کی اپنی توجیہہ ہے)

حضور قبلہ عالم فرماتے ہیں میرے خیال میں حاضر و ناظر ہونے کا مفہوم یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کا ظہور اور حقیقت احمدیہ کا سریان ہر عالم کے ذرہ ذرہ میں ثابت

Scanned by CamScanner

ہے۔ ''شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے بھی مدارج النبوت میں یہی بات کہی ہے۔ (۱)

حضور قبلہ عالم گولڑوی فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ بصورت مثالی ہر زماں و مکان میں موجود ہیں جس کا اقرار واقعی آنحضرت ﷺ کا اقرار ہے اور اس کا انکار آپ کا انکار مانا گیا ہے۔ بخاری شریف کی حدیث ہے کہ منکر نکیر کہتے ہیں۔ ''مَاعِلْمُکَ بِھٰذَا الرَّجُل'' اس مرد کے بارے میں تو کیا کہتا ہے تو مومن کہتا ہے وہ محمد رسول ﷺ ہیں جو ہمارے پاس روشن دلائل اور ہدایت لے کر آئے فرشتے کہتے ہیں کہ ہمیں علم تھا کہ تم رسول پاک ﷺ پر یقین رکھتے ہو، لیکن منافق کہتا ہے میں کچھ نہیں جانتا میں کچھ نہیں جانتا میں لوگوں سے کوئی بات سنتا تھا تو زبان سے کہتا تھا (لیکن دل نور ایمان سے خالی تھا) (۲) غور کا مقام ہے ایک وقت میں ہزار ہا جگہ ہزاروں مُردے دفن ہوتے ہیں تو اگر حضور ﷺ حاضر و ناظر نہیں تو یہ جلوہ گری کیسی۔

اس کے بعد حضور اعلیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ کے اس ظاہری جسم کے ساتھ جلوہ گر ہونے کا پتہ بعض اہل مشاہدہ کے ہاں ملتا ہے واقعہ معراج شریف اور حضور پاک ﷺ کی جسد اقدس کی لطافت کے اعتبار سے یہ بات عقل سلیم سے دور نہیں۔ (۳)

شاہ عبدالحق محدث دہلوی اپنے رسالہ اقرب السبل میں تحریر فرماتے ہیں۔ ''باچندیں اختلافات و کثرت مذاہب کہ در علماء امت است یک کس را دریں مسئلہ خلافے نیست کہ آنحضرت ﷺ بحقیقت حیات بے شائبہ مجاز و توہم تاویل دائم و باقی

Scanned by CamScanner

است و بر اعمال امت حاضر و ناظر است۔ "(۱)

ترجمہ! امت میں کثرت اختلافات اور مسلک و مذہب زیادہ ہونے کے باوجود اس مسئلے میں ایک شخص کو بھی اختلاف نہیں کہ آنحضرت ﷺ اپنی حقیقی حیات کیساتھ کسی مجاز کے بغیر اور تاویل کے وہم کے بغیر دائم ہیں اور ہمیشہ باقی رہنے والے ہیں اور امت کے اعمال پر آنحضرت ﷺ حاضر و ناظر ہیں۔

رسول پاک ﷺ پر علم الغیب کا اطلاق:

آپ سے استفسار کیا گیا کہ کیا حضور ﷺ کو علم غیب عطا ہوا اور آپ ﷺ کو عالم غیب کہا جا سکتا ہے یا نہیں؟ آپ رضی اللہ عنہ نے جواباً ارشاد فرمایا کہ آنحضرت ﷺ کو علم غیب بحسب نصوص قرآنیہ اور علم مَا کَانَ وَ مَا یَکُوْنُ کا از روئے احادیث نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام من جانب اللہ عطا ہوا اب علم غیب کلی اور بالذات علی سبیل الاستمرار خاصہ خدائی ہے اور علم غیب علی قدر الاعلام والاعطاء آنحضرت ﷺ کو عطا ہوا اور آپ کو عالم الغیب بعلم عطائی وہبی کہا جا سکتا ہے۔ (۲)

(آپ سے سوال کیا گیا کہ کیا حضور ﷺ کو علم غیب عطا ہوا اور آپ ﷺ کو عالم غیب کہا جا سکتا ہے؟ آپؒ نے جواباً ارشاد فرمایا کہ آنحضرت ﷺ کو قرآنی آیات اور احادیث نبویہ کی رو سے زمانہ ماضی و حال و مستقبل کا علم عطا ہوا ہے۔ ہاں ایسا علم غیب جو ذاتی ہو کلی ہو، ہمیشہ سے ہو اور ہمیشہ کیلئے ہو یہ اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہے۔ اور علم غیب جتنا علم اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا کیا اس کی رو سے آپ کو عالم الغیب بعلم عطائی وہبی کہا جا سکتا ہے)

Scanned by CamScanner

وضاحت: رسول پاک ﷺ کے علم غیب عطائی پر قرآن شریف کی آیات اور سینکڑوں احادیث شاہد ہیں ۔تبرکاً بخاری شریف کی ایک حدیث شریف پر کفایت کرتا ہوں۔

''عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ قَامَ فِيْنَا النَّبِيُّ ﷺ مَقَاماً فَاَخْبَرَنَا عَنْ بَدْءِ الْخَلْقِ حَتّٰى دَخَلَ اَهْلُ الْجَنَّةِ مَنَازِلَهُمْ وَاَهْلُ النَّارِ مَنَازِلَهُمْ حَفِظَ ذَالِكَ مَنْ حَفِظَهُ وَنَسِيَهُ مَنْ نَسِيَهُ''(۱)

(ترجمہ): طارق بن شہاب نے کہا میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے درمیان ایک مقام پر قیام فرمایا تو آپ ﷺ نے ابتدائے افرینش سے شروع کیا یہاں تک کہ جنت والوں کو جنت میں پہنچایا اور جہنم والے جہنم میں داخل ہوئے ۔گویا تمام ماکان وما یکون کا علم غیب فرمادیا۔ جبکہ اعلیٰ حضرت نے تحریر فرمایا ''علم ماکان وما یکون'' از روئے احادیث نبویہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام من جانب اللہ عطا ہوا ہے باقی رہا علم کلی جو ذاتی ہے اور اس کی کوئی انتہا نہیں تو وہ اللہ تعالیٰ کے لئے خاص ہے آیۃ الکرسی میں اشارہ ہے۔

''وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖ اِلَّا بِمَا شَآءَ''(۲)

(ترجمہ): اور لوگ اس کے علم میں سے کسی چیز کا احاطہ نہیں کر سکتے،

مگر جو کچھ اللہ تعالیٰ چاہے

غیب خاص پر اللہ تعالیٰ انبیاء کرام علیہم السلام کو اظہار عطا فرماتا ہے اس کی دلیل سورۃ الجن کی آیت ہے۔''عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ''(۳) ترجمہ: وہ غیب جاننے والا ہے تو اپنے غیب پر کسی کو

Scanned by CamScanner

کامل اطلاع نہیں دیتا مگر جنہیں پسند فرمالیا جو اس کے سب رسول ہیں۔ منصف مزاج کے لئے اتنا کافی ہے اور متعصب مزاج کیلئے دفتر بے کار ہیں۔

بدعت کی تعریف و تشریح:

حضور قبلہ عالم سے سائل نے پوچھا کہ رمضان شریف میں بعد ختم تراویح سلسلہ چشتیہ نیازیہ کے متوسلین دست بستہ کھڑے ہو کر جو سلسلہ مذکورہ پڑھتے ہیں ایک مفتی صاحب نے اسے بدعت وضلالت کہا ہے۔ اس کے جواب میں حضرت قبلہ عالم فتاوئ مہریہ میں فرماتے ہیں فرقہ وہابیہ نجدیہ کا ابا عن جد (باپ دادا سے) یہی شیوہ رہا ہے کہ مستحسنات بزرگان دین (بزرگان دین کے پسندیدہ معمولات) کو بدعت سئیہ ضلالت کفر و شرک کہہ دیتے ہیں دراصل بات یہ ہے کہ بدعت دو قسم پر ہے بدعت سئیہ جو برخلاف ہو ماجآء بہ رسول علیہ السلام کے (جو کچھ رسول خدا ﷺ شریعت لے کر آئے اس کے برخلاف ہو) دوسری بدعت حسنہ ہے جو زیر عموم حکم خدا اور رسول خدا ﷺ کے داخل ہو امام ابن اثیر جزری بنابریں فرماتے ہیں۔

"اَلْبِدْعَةُ بِدْعَتَانِ بِدْعَةُ هُدًى وَبِدْعَةُ ضَلَالَةٍ وَمَا كَانَ فِيْ خِلَافِ مَا اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖ رَسُوْلَهٗ فَهُوَ فِيْ حَيِّزِ الذَّمِّ وَمَا كَانَ وَاقِعًا تَحْتَ عُمُوْمِ مَا نَدَبَ اللّٰهُ اِلَيْهِ وَحَضَّ عَلَيْهِ اَوْ رَسُوْلُهٗ فَهُوَ فِيْ حَيِّزِ الْمَدْحِ"(1)

(ترجمہ): بدعت دو قسم پر ہے بدعت ہدایت اور بدعت ضلالت جو اللہ رسول ﷺ کے امر کے مخالف ہو وہ بدعت بری اور قابل مذمت ہے جو اس عموم کے تحت داخل ہو جس کی طرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے ترغیب دی ہے وہ بدعت حسنہ اور قابل تعریف ہے۔

Scanned by CamScanner

علامہ عینی شرح صحیح بخاری میں لکھتے ہیں:

"اَلْمُرَادُ بِہٖ مَا اُحْدِثَ وَلَیْسَ لَہٗ اَصْلٌ" فِی الشَّرْعِ وَسُمِّیَ فِی الشَّرْعِ بِدْعَۃً وَمَاکَانَ لَہٗ اَصْلٌ" یَدُلُّ عَلَیْہِ الشَّرْعُ فَلَیْسَ بِبِدْعَۃٍ" بدعت سیّہ سے مراد جو نیا کام نکالا جائے اور شریعت میں اسی کی کوئی اصل نہ ہو اس کا نام شریعت میں بدعت ہے اور جس کام کے لئے اصل ہے جس پر شریعت دلالت کرتی ہے وہ بدعت نہیں مشکوۃ میں صحیح مسلم شریف کے حوالے سے بروایت جریر بن عبداللہ مروی ہے

"مَنْ سَنَّ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّۃً حَسَنَۃً فَلَہٗ اَجْرُھَا وَاَجْرُمَنْ عَمِلَ بِھَا بَعْدَہٗ مِنْ غَیْرِاَنْ یُنْقَصَ مِنْ اُجُوْرِھِمْ شَیْءٌ"(1)

(ترجمہ) جس نے اسلام میں اچھا طریقہ ایجاد کیا اس کیلئے اجر ہے اور قیامت تک کے لوگ اس طریقہ پر عمل کریں گے اس کا اجر بھی اس بانی خیر کو ملے گا اور ان کے اجر میں بھی کمی نہیں آئے گی۔ امام محمد مؤطا میں حدیث ذیل کو عبداللہ بن مسعود سے روایت کرتے ہیں۔

"مَارَاٰہُ الْمُسْلِمُوْنَ حَسَناً فَھُوَعِنْدَاللّٰہِ حَسَنٌ" "(2)

ترجمہ: جس کام کو مسلمان اچھا سمجھیں وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی اچھا عمل ہے۔

خزانۃ الروات میں ہے اچھے سمجھنے سے مراد یہ ہے کہ نیک لوگ اس کو اچھا سمجھیں اسی بنا پر مستحسنات مشائخ علیہم الرضوان طریقہ عالیہ چشتیہ نیازیہ میں بعد ختم مبارک دست بستہ کھڑے ہو کر سلسلہ عالیہ کو پڑھنا یا سننا اسی قبیل سے ہے۔ نماز تراویح یا خصوصی رمضان سے اس کو تعلق نہیں صرف کھڑے ہو کر بخشوع و خضوع و

توسل باہل اللہ دعا مانگنا، جیسے عرفات میں کھڑے ہوکر کَیْفَ مَاتَیَسَّرَ (جیسے آسان لگے) دعا مانگی جاتی ہے۔ توسل بر سہ طریق نصوص سے ثابت ہے حصن حصین میں نسائی وابن ماجہ ترمذی وحاکم سے بروایت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ قصہ اعمیٰ (نابینا صحابی کا قصہ جو دعا کی برکت سے بینا ہوگیا) بھی مروی ہے۔

حدیث پاک ہے جس کو کوئی ضرورت ہو وہ اچھی طرح وضو کرے دو رکعت نماز پڑھے پھر دعا مانگے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ وَاَتَوَجَّہُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِنَبِیِّ الرَّحْمَۃِ یَا مُحَمَّدُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ اَتَوَجَّہُ بِکَ اِلٰی رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ ھٰذِہٖ لِتُقْضٰی لِیْ اَللّٰھُمَّ شَفِّعْہُ فِیَّ فِیْ حَاجَتِیْ لِتُقْضٰی لِیْ ۝ (1)

(ترجمہ): اے اللہ تعالیٰ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں تیرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے جو رحمت والے نبی ہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کے وسیلے سے اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں تاکہ میری حاجت پوری ہو اے اللہ تعالیٰ حضور پاک ﷺ کی شفاعت قبول فرما اور میری حاجت پوری فرما۔

ملا علی قاری حرز ثمین شرح حصن حصین میں فرماتے ہیں کہ ایک نسخہ میں لِتَقْضِیَ فعل معروف ہے معنی ہوں گے کہ اے محمد پاک ﷺ آپ میری حاجت پوری فرمائیں یعنی حصول حاجت اور وصول مراد کے لئے سبب بنیں اسے اسناد مجازی کہیں گے۔

شاہ عبدالعزیز صاحب قدس سرہ العزیز تفسیر عزیزی میں پارہ عم
آیت وَالْقَمَرِ اِذَا اتَّسَقَ کے تحت لکھتے ہیں:
(ترجمہ): قسم ہے چاند کی جب پورا ہو جائے۔
''وارباب حاجات ومطالب حل مشکلات خود ازاں یاے طلبند و مے یابند''[1]
(ترجمہ): اور حاجت مند لوگ خواص بزرگان کے وسیلہ سے حاجت طلب کرتے ہیں اور اپنے مطالب پالیتے ہیں۔ اس مختصر ماحضر سے مسئلہ روز روشن کی طرح واضح ہو گیا اس وقت زیادہ نہیں لکھ سکتا منصف کے لئے اس قدر کافی ہے۔ الراقم داعی مہر علی شاہ از گولڑہ۔[2]

وضاحت: بدعت وہ غلط کام ہے جو سنت کے برخلاف ہو اسے بدعت سیئہ یعنی بری بدعت کہتے ہیں اگر اس کی اصل کتاب وسنت میں ہے یا سلف صالحین نے اسے پسند کیا ہے تو وہ بدعت حسنہ ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب تراویح باجماعت دیکھی تو خوش ہوئے اور فرمایا ''نِعْمَتِ الْبِدْعَةُ هٰذِهٖ''[3] ترجمہ: یہ بڑی اچھی بدعت ہے۔
اس حدیث کے تحت بخاری کے حاشیہ پر کرمانی اور فتح الباری کے حوالے سے بدعت کی پانچ قسمیں لکھی ہیں۔ ہم نووی شرح مسلم سے حوالہ پیش کرتے ہیں۔

۱۔ بدعت واجبہ: جو ضروری ہے مثلاً قرآن کریم پر اعراب لگانا ۔عقائد کی حفاظت کے لئے علم وکلام کو ترتیب دینا۔

۲۔ بدعت مستحبہ: جیسے مدارس، سرائیں اور مسافر خانے بنانا۔

Scanned by CamScanner

۳۔ بدعت مباح: جیسے انواع واقسام کے طعام کھانا۔

۴۔ بدعت مکروہ: جیسے فخریہ طور پر مساجد کو مزین کرنا یا بنی امیہ کا عید سے پہلے خطبہ دینا جو سنت کے خلاف تھا۔

۵۔ بدعت حرام: جبریہ قدریہ کے عقیدے۔ جبریہ کہتے ہیں انسان مجبور محض ہے اور پتھر کی طرح ہے۔ قدریہ کہتے ہیں کہ انسان قادر مطلق ہے اور اپنے افعال کا خود خالق ہے اس قسم کے باطل عقائد بدعت محرمہ ہیں۔[1]

غرض یہ کہ فقہاء اور محدثین نے بدعت حسنہ اور سئیہ کا فرق قائم کیا ہے فتح الباری، شرح بخاری، کرمانی شرح بخاری اور عمدۃ القاری شرح بخاری سب میں بدعت حسنہ اور سئیہ کا فرق واضح کیا گیا ہے حضور قبلہ عالم نے علامہ ابن اثیر جزری جو بہت بڑے محدث ہیں انکی کتاب النہایۃ فی غریب الحدیث سے بدعت کی دونوں قسموں کا فرق واضح فرمایا ہے۔ نیز صحیح مسلم ج اول ص ۳۲۷ اور مؤطا امام محمد ص ۱۴۲ کی حدیثوں سے بھی ثابت کیا ہے جس کام کو صالحین مؤمنین اچھا سمجھیں وہ عند اللہ بھی اچھا ہے اور جسے خواص مؤمنین قبیح سمجھیں وہ عند اللہ بھی قبیح ہے۔

حدیث "کُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ" ہر بدعت گمراہی ہے عام مخصوص البعض یعنی ایسا عام حکم ہے جس سے خاص افراد کو نکالا گیا ہے یہ حدیث بدعت سئیہ کے بارے میں ہے بدعت حسنہ کے بارے میں نہیں کیونکہ اگر ہر بدعت گمراہی ہوتی تو حضرت عمرؓ تراویح کے بارے میں یوں نہ فرماتے کہ نعمت البدعۃ ہذہ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عمرؓ نے بھی ہر بدعت کو ضلالت شمار نہیں کیا۔ اس لئے محدثین نے بدعت کی پانچ قسمیں شمار کی ہیں جیسا کہ ہم تفصیل بیان کر چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ حق کے سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

Scanned by CamScanner

یزید پر لعنت کا مسئلہ:

حضور اعلیٰ پیر مہر علی شاہؒ کے ملفوظات میں ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا شیخ عبدالحق محدث دہلوی یزید پر لعنت کا فتویٰ دیتے ہیں "فرمایا کہ شیخ موصوف محبت بنی فاطمہ رضی اللہ عنہا ہیں (شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا ایک ایک بال محبت بنی فاطمہ رضی اللہ عنہا میں پرویا ہوا ہے) پس انکو ایذا پہنچانے والے کے حق میں پورے طور پر مجوز لعنت ہیں لیکن بعض اہل علم نے اس میں تامل کیا ہے اور کہا ہے آخرت کا حال معلوم نہیں ممکن ہے یزید نے توبہ کی ہو۔ علامہ تفتازانی نے اس کے رد میں خوب فرمایا ہے کہ قتل ذریۃ طیبہ اور انکی اہانت بطور یقین اور امر مشہور ہے اور توبہ امر محتمل ہے پس احتمال، ظن و یقین سے کیا نسبت رکھتے ہیں اور بہت سے دیگر محققین بھی لعن کا جواز ثابت کرتے ہیں ہاں جواز اور لزوم میں فرق ہے لعن کو عادت بنانا ضروری اور لازم نہیں بہتر ہے کہ بحکم عام فرمودہ حق تعالیٰ فلعنۃ اللہ علی الظالمین پر کفایت کی جائے بجائے لعن کے اللہ اللہ کرنا اولین آخرین کے حق میں بہتر کام ہے۔ (۱)

مسئلہ تکفیر میں احتیاط:

"حضرت قبلہ عالم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اہل اسلام کی تکفیر میں بلا وجہ زبان نہ کھولنا چاہئے یہ بہت ناپسندیدہ امر ہے کیونکہ کفر آخری حد کا نام ہے کہ اس کے بعد کوئی مقام خدا سے دوری کا نہیں ہوتا لہذا تکفیر کا فتویٰ دینے میں کافی تامل کرنا چاہئے۔ (۲)

اعلائے کلمۃ اللہ کے خاتمے میں لزوم کفر اور التزام کفر کا فرق بیان کرتے

Scanned by CamScanner

ہوئے فرماتے ہیں۔

"باید دانست کہ التزام کفر آنست کہ شخص مدلول نص را مدلول نص دانستہ وحکم شرعی را حکم شرعی فہمیدہ انکار نماید وگوید کہ ہر چہ این حکم شارع است اما من این معنی را قبول ندارم ولزوم کفر آنست کہ سبب جہل ونادانی یا بتاویل کفر بر و لازم آید پس التزام کفر سبب تکفیر است یعنی کسے کہ دانستہ کفر را بر سر خود قبول کند اورا کفر گفتہ مے شود ولزوم کفر سبب تکفیر نے باشد لہذا محققین از فقہاء بعد ذکر کلمات کفر جہل متکلم از عذرات شمردہ اند مراد فقہا از قول اوشان یکفر آنست کہ فعل فعل الکفر نہ آنکہ اورا کافر گفتہ شود۔" (۱)

(ترجمہ): معلوم ہونا چاہئے کہ التزام کفر (کفر کو اپنے اوپر لازم کر لینا) یہ ہے کہ ایک شخص نص کے مفہوم کو نص کا صحیح مفہوم سمجھتے ہوئے اور حکم شرعی کو حکم شرعی جانتے ہوئے انکار کر دیتا ہے اور کہتا ہے کہ میں جانتا ہوں یہ شارع علیہ السلام کا حکم ہے لیکن میں اس کو قبول نہیں کرتا۔

لزوم کفر (کفر کا لازم آنا) یہ ہے کہ جہالت اور نادانی کے باعث یا غلط تاویل کی وجہ سے اس پر کفر لازم آتا ہے پس التزام کفر سے انسان کافر ہو جاتا ہے لزوم کفر سے اس پر کفر کا فتویٰ عائد نہیں کیا جا سکتا اس وجہ سے فقہا نے کلمات کفر ذکر کرنے کے بعد متکلم کے جہل کو عذر شمار کیا باقی جن فقہا نے یکفرُ لکھ دیا ہے اس کا معنی یہ ہے کہ اس نے کفر والا کام کیا ہے نہ یہ کہ وہ کافر ہو گیا ہے۔

(مضمون طویل ہے اور نفس کتاب سے پڑھنے کے قابل ہے)

Scanned by CamScanner

مسئلہ سماع میں معتدل مسلک:

حضور اعلیٰ پیر مہر علی شاہ رضی اللہ عنہ کے ملفوظات میں ہے کہ مسئلہ سماع کا ذکر شروع تھا فرمایا سماع صوفیاء کرام کے لئے لوازم ضروریہ سے نہیں ہمارے خواجہ شمس الدین سیالوی رضی اللہ عنہ نے بھی فرمایا کہ سماع اہل اللہ کے لئے مقصود بالذات نہیں لیکن سماع سے انکار بھی نہیں کرنا چاہئے کیونکہ بہت سے اکابر اہل اللہ اہل سماع گذرے ہیں اور ان کا مقتدر ہونا بدرجہ تواتر پہنچا ہوا ہے۔ سماع کے متعلق شاہ نقشبند فرماتے ہیں" نہ ایں کارے کینم نہ انکارے کینم۔[1] (نہ ہم یہ کام کرتے ہیں اور نہ ایسا کرنے والوں پر انکار کرتے ہیں) پھر اور کسی کے کہنے کی کیا حاجت ہے اصل طریقہ بین بین ہے اور ادھر ادھر ہو جانے سے تفریط ہو جاتی ہے ہمیں انصاف کا راستہ چلنا چاہئے اور زبان طعن بند رکھنی چاہئے مستان ذوق وشوق خلق نامحرم کی گفتگو کی پروانہیں کرتے لیکن سماع کے لئے اہلیت کا ہونا ضروری ہے۔

در گلستان ہر ورقے دفتر حال دگرست
حیف باشد کہ ز حال ہمہ غافل باشی

چنگ در پردہ وحدت وعظ دلے
وعظ آنگہ وحدت سود کہ قابل باشی

(ترجمہ): باغ میں ہر پتہ ایک حال کا دفتر ہے افسوس ہوگا کہ تو اس سے غافل ہو۔ چنگ ورباب تیرے لئے مفید وعظ ثابت ہوگا بشرطیکہ تجھ میں اس امر کی اہلیت ہو۔[2]

Scanned by CamScanner

اس ملفوظ سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت قبلہ عالم سماع وغیرہ کو نہ تو سالک کے لئے مقصود بالذات سمجھتے تھے اور نہ ہر شخص کے لئے موزوں سمجھتے تھے اور نہ ارباب سوز وگداز کے سماع پر معترض تھے اور حق بھی یہی ہے واللہ اعلم۔

آل محمد ﷺ کا مصداق:

ایک خط کا متن:۔ مخلصی فی اللہ برکت علی حَفِظَکَ اللّٰہُ تَعَالٰی

وَعَلَیْکُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَتُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ

قَالَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِکُلِّ نَبِیٍّ آل" وَعِدَّۃ" وَآلِیْ وَعِدَّتِیْ الْمُؤْمِنُوْنَ" ہر ایک نبی کے لئے اتباع وجماعت ہیں اور میرے تابعین اور جماعت وہ لوگ ہیں جنہوں نے مجھے صدق دل سے سچا نبی مانا۔ اس حدیث سے جس کو شیخ اکبر نے فتوحات مکیہ جلد دوم ص ۱۲۷ مطبوعہ مصر میں بجواب سوال حکیم ترمذی ذکر کیا ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ آل محمد ﷺ سے مراد سب مؤمن ہیں اقارب وازواج واولاد وغیرہم اور لغت والوں نے جیسا کہ قاموس وغیرہ نے یہی معنی اقارب واتباع لیا ہے ہاں اس میں شک نہیں کہ کسی مقام پر اہلبیت وآل محمد ﷺ سے مراد وہ اقارب ہیں جن پر صدقات حرام ہیں چنانچہ آل علی وآل جعفر وآل عقیل وآل عباس رضوان اللہ علیہم اور کسی جگہ پر نظر بقرینہ مقام (مقام کی مناسبت سے) اولاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وازواج مطہرات اور کسی جگہ سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا وحسن وحسین وعلی علیہم السلام، خلاصہ آنکہ لفظ آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم مندرجہ درود شریف اور آل ابراہیم اور آل فرعون سے مراد اتباع اور پیروکار لوگ

Scanned by CamScanner

ہیں ماسوی درود شریف جیسا مقام ہوگا بقرینہ مقام خاص خاص معنی مراد ہوں گے۔[1]

یاد رہے آل فرعون سے اولاد نہیں بلکہ پیروکار مراد ہیں یہاں اس کا ذکر صرف اس لئے آیا ہے کہ قرآن مجید سے آل بمعنی پیروکار پر اصل قائم ہوجائے تاج العروس شرح قاموس میں بھی آل اتباع کے معنی میں آیا ہے۔[2] سلمان فارسی کے بارے میں فرمایا "سلمان منا آل البیت" (ترجمہ): سلمان فارسی ہمارے آل بیت سے ہے۔

افراط و تفریط اور غلو سے بچنے کی تاکید:

اعلیٰ حضرت قبلہ عالم پیر مہر علی شاہ صاحب اپنی کتاب تصفیہ مابین سنی وشیعہ کے آخر میں فرماتے ہیں۔

"قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی" "یَا اَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوْا فِیْ دِیْنِكُمْ غَیْرَ الْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعُوْا اَهْوَاءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوْا مِنْ قَبْلُ وَاَضَلُّوْا كَثِیْرًا وَّضَلُّوْا عَنْ سَوَآءِ السَّبِیْلِ"[3]

(ترجمہ): اے اہل کتاب دین کی بات میں ناحق مبالغہ نہ کرو اور ایسے لوگوں کی خواہشات کے پیچھے نہ چلو جو پہلے بھی گمراہ ہوئے اور بہت سے دوسروں کو بھی گمراہ کیا اور سیدھے راستہ سے بھٹک گئے۔ اللہ تعالیٰ کو اعتدال اور میانہ روی ہر کام میں پسند ہے اور یہی صراط مستقیم ہے جس کی درخواست کے لئے ہم مامور ہیں۔ غلو اور تجاوز گو امن ہی میں ہو موجب ضلالت اور غضب الٰہی ہے۔ بہت سے ایسے کام جو فی نفسہ و ذاتہ صحیح بلکہ من جملہ اسباب کمال ایمان کہلانے میں مستحق ہوتے ہیں باوجود اس کے بوجہ غلو اور حد سے بڑھ جانے سے بدطنیت اور فاسد الرائے انسان انہی امور صحیحہ سے نتائج فاسدہ استنباط کر لیتا ہے۔ (غلط فطرت اور غلط رائے والے انسان انہی صحیح

کاموں سے غلط نتائج اخذ کر لیتے ہیں)۔ حضرت شیخ اکبر رضی اللہ عنہ ایسے نتائج کو شیاطین معنویہ سے تعبیر فرماتے ہیں مثلاً حب اہل بیت بشہادت قرآن وحدیث و قرارداد اہل اللہ کمال ایمان کا موجب ہے بلکہ بلحاظ اصول عین ایمان سمجھا گیا ہے۔ اس اصل صحیح میں غلو کرنے والے دو فرقے ہیں ایک فریق نے بغض وسب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کا راستہ لے لیا۔ انہوں نے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و بخیال ان کے اہل بیت کا منصب اور حق غصب کر لیا ہے۔ دوسرا فریق معاذ اللہ خدا اور رسول اور جبریل تک کے گستاخ ہوئے بدیں خیال (اس خیال سے) کہ مرتبہ اہل بیت اور صحابہ کرام سے تقدم پر نص کیوں وارد نہیں ہوئی۔ یہ سب اسی اصل صحیح حب اہل بیت میں غلو کے نتائج فاسدہ ہیں۔

ایسے ہی اللہ کے نیک بندوں کی محبت خدا تعالیٰ کے قرب کے ذرائع سے ہے اس کے باوجود اگر حد سے بڑھ جائے یعنی انہی نیک بندوں کو معبود بنالیا جائے یا ان کو مستقل طور پر تصرف کرنے والے سمجھ لیا جائے یا اس طرح تصرف میں شریک سمجھ لیا جائے کہ اللہ تعالیٰ ان کی شرکت کے بغیر جہاں کا انتظام نہیں چلا سکتا۔ اور ان کی بات ماننے پر مجبور ہو جاتے ہیں تو یہی محبت موجب شرک ہو جائے گی اور وہی محب مشرک اور ناقابل مغفرت ہو جائے گا لہٰذا حب اہل بیت و محبوبان خدا صاحب اعتدال اور صراط مستقیم پر چلنے والوں کے لئے مفید اور موجب کمال ہوئی لیکن افراط وتفریط کرنے والے دونوں فریق منجملہ گمراہوں کے ہوئے۔ (۱)

اختتام:

ہم نے حضور قبلہ عالم سیدی پیر مہر علی شاہ رضی اللہ عنہ کی کتابوں سے اور دیگر محدثین اور محققین کی کتابوں سے اہلسنت والجماعت کا صحیح معتدل مسلک پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے شرف قبولیت بخشے اور اہل اسلام کو اس سے علمی فائدہ پہنچائے۔ آمین!

مشتاق احمد چشتی عفی عنہ خادم الحدیث النبوی ؐ

جامع غوثیہ مہریہ گولڑہ شریف

اسلام آباد

Scanned by CamScanner